عبدالماجد دریابادی

صاحب پر

تکفیر

کے معاملے میں جرح

مرتب

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب حفظہ اللہ
عالمی مبلغ ختم نبوت

شائع کردہ
ختم نبوۃ اکیڈمی لندن

www.khatmenubuwwat.org

عبدالماجد دریابادی

صاحب پر

تکفیر

کے معاملے میں جرح

مرتب

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب حفظہ اللہ

عالمی مبلغ ختم نبوت

شائع کردہ

ختم نبوۃ اکیڈمی لندن

www.khatmenubuwwat.org

دریابادی صاحب پر قادیانیت کی تکفیر کے معاملے پر جرح

"دریابادی صاحب کے بارے میں شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا تبصرہ اور نہایت فیصلہ کن تحریر ہے، اور راقم کے لئے توجہ کا مرکز بھی ہے، جس پر بڑی ہی آسانی کے ساتھ قارئین خود ہی فیصلہ کر پائیں گے، لٰہذا قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ اس تبصرے میں دو جملوں پر ضرور غور و خوض فرمائیں "

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نقوش رفتگاں میں فرماتے ہیں، کہ.:

"مولانا دریابادی کا شمار حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں تو نہیں لیکن ممتاز متوسلین میں ضرور تھا۔ وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ عاشق تھے اور اپنی تحریروں میں جگہ جگہ حضرت رحمۃ اللہ کو مرشدی تھانوی، کے لقب سے یاد کرتے ہیں، لیکن بہت سے معاملات میں ان کی رائے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف رہی ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد مسائل پر سوال و جواب بھی ہوئے اور مولانا دریابادی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی فہمائش کے بعد بھی اپنی رائے پر قائم رہے۔"

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم دریابادی صاحب پر قادیانیت کی تکفیر کے معاملے پر جرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"دریابادی صاحب قادیانیت کے مسئلے میں ان کا نرم گوشہ پوری امت کے خلاف تھا اور بلاشبہ یہ ان کی سنگین ترین غلطی تھی جس پر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے لیکن وہ پوری امت کی مخالفت کے باوجود اپنے اس موقف پر قائم رہے"

دریابادی صاحب اصول تکفیر کے باب میں سنگین ترین غلطی پر

دریابادی صاحب اصول تکفیر پر امت سے ہٹ کر ایک الگ ہی موقف پر ساری زندگی ڈٹے رہے، جیسا کہ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے دریابادی صاحب کی اس اصول تکفیر کو سنگین ترین غلطی قرار دیا۔ دریابادی صاحب کی اصول تکفیر کی مکمل بنیاد اور عمارت قرآن و حدیث اور اجماع امت نہیں بلکہ

www.khatmenubuwwat.org

اپنے ہی شرح صدر اور مفروضوں پر ہے، دریابادی صاحب کو جدیدیت کے مارے اذہان نے اس مسئلہ میں امت کے مایہ نازاکابرین کے بالکل آمنے سامنے مقابلے پر لا کھڑا کیا، حال تو یہ تھا کہ قادیانیت کی تکفیر کی جب بھی بات ہوتی تو دریابادی صاحب کا دل ہی لرز جاتا تھا کسی صورت میں بھی قادیانیوں کو کافر کہنے کو تیار نہ تھے، راقم کی دریابادی صاحب سے متعلق تحریریں قارئین کے سامنے اکابرین علمائے اہلسنت کی پیش کردہ تحقیق کی تلخیص کا مجموعہ اور اتمام حجت کا تسلسل ہے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر یہ تحریریں قارئین کے لئے اقساط میں بھی شائع ہوں، تو غامدی اور قادیانی گروہ کی طرف سے وارد شدہ اعتراضات کے جوابات ملاحظہ فرماسکیں گے۔ اب ذرا قارئین دریابادی صاحب کی قادیانیوں کے کفر اور اصول تکفیر پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تحریری مراسلات بھی ملاحظہ فرمالیں۔

دریابادی صاحب رقم طراز ہیں:۔

"گمراہ فرقوں کے بعض افراد کے متعلق ایک سوال دل کو بے چین کئے ہوئے ہے۔ بعض حضرات ایسے دیکھنے میں آئے، جو دیکھنے میں ہر طرح عبادت گزار بلکہ متقی وخاشع ہیں، اسی طرح ایک قادیانی کو جانتا ہوں جو اونچے سرکاری عہدہ دار ہونے کے باوجود نماز وتلاوت قرآن کے گویا کے عاشق ہیں، گھنٹوں قال اللہ و قال رسول اللہ کے مذاکرہ میں رہا کرتے ہیں۔ جب میں حج کو روانہ ہونے لگا، تو مجھ سے بڑے الحاح سے کہا کہ وہاں میرے حق میں میں ضرور دعا کیجئے گا، اگر میں گمراہی میں مبتلا ہوں تو حق تعالیٰ مجھے اس سے نجات دے، سوال یہ ہے کہ ایسے اشخاص کا شرح صدر عقائد حقہ صحیحہ کے لئے کیوں نہیں ہو جاتا؟ اور کیا انکا حشر بھی اہل عناد واہل استکبار ہی کا سا ہوگا؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریری جواب ارشاد فرمایا:" کہ سوال کا حاصل یہ ہے کہ باوجود کوشش طلب حق کے حق واضح کیوں نہیں ہوتا، اوراس حالت میں حق واضح نہ ہو تو ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، سو یہ سوال گو نازک ہے مگر جواب اس کا بھی ہے لیکن جواب کا موقع اسوقت ہے جب یہ واقعہ اول ثابت ہو جائے کہ طلب حق کی کوشش کی گئی ہے، اگر کوئی بیمار ہو تو اس کے علاج کی کوشش صرف یہ نہیں ہے کہ صرف تمنا اور دعا پر اکتفاء کرے الخ"۔۔۔۔۔(حکیم الامت صفحہ 183)

نتیجہ صاف اور واضح ہے کہ باطل مذاہب شیطان کی راہ پر چلنے والے اور غلط عقائد کے حامل گروہ لاکھ مرتبہ کیوں نہ الحاح اور عبادت کریں، مگر یہ ان کی عبادت اسلام میں داخلے کے لئے صحت مند اور تندرست و صحیح ایمان کے لئے کافی نہیں ہوں گی۔

دریابادی صاحب، کتاب حکیم الامت صفحہ 233 رقم طراز ہیں:۔

"یہ بحثیں ذرا ختم ہوئیں تو ایک دوسری بحث چھڑی خاصی طویل، کلمہ گو فرقوں کی تکفیر کے باب میں، انکی ساری گمراہیوں اور زیاتیوں کو تسلیم کرنے بعد بھی مجھے کبھی شرح صدر نہیں ہوا اور اب تک بھی نہیں ہے، چناچہ اس بارے میں عامی کا مسلک اپنے اکابر سے بہت بڑی حد تک اب بھی الگ ہے"

"افسوس اس بات کا ہے کہ دریابادی صاحب اپنے آپکو عامی قرار دے کر بھی اپنے اکابر کے اصولوں سے بہت بڑی حد تک اختلاف کر بیٹھے، کتاب حکیم الامت صفحہ 234 پر رقم طراز ہیں: "

"اگر سب گمراہ فرقے یوں ہی خارج از اسلام کئے جاتے رہے تو مسلمان رہ کتنے جائیں گے، میرا دل تو قادیانیوں کی طرف سے بھی ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔"

اس مقام پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈوک ٹوک الفاظ میں واضح موقف بیان کر کے علماء اہلسنت پر عظیم احسان فرمایا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

" دریابادی صاحب کا یہ کہنا کہ اگر سب گمراہ فرقے یوں ہی خارج از اسلام کئے جاتے رہے تو مسلمان رہ کتنے جائیں گے ؟اس کا ذمہ دار کون ہے، کیاخدانا کردہ اگر کسی مقام میں بہ کثرت لوگ مرتد ہو جائیں تھوڑے ہی مسلمان رہ جائیں، تو کیا اس مصلحت سے ان مرتدین کو بھی کافر نہ کہاجائے گا؟ اور آپ کا یہ کہنا کہ میرا دل تو قادیانیوں کی طرف سے بھی ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔ دریابادی صاحب یہ غایت شفقت ہے لیکن اس شفقت کا انجام سیدھے سادھے مسلمانوں کے حق میں عدم شفقت ہے کہ وہ اچھی طرح ان کا شکار ہوا کریں گے۔"

www.khatmenubuwwat.org

دریابادی صاحب کو شرح صدر کا مرض

دریابادی صاحب کا نہایت عاجزانہ و مشفقانہ اندازِ سخن، ایک دورغ گو اور گھٹیا شخص اور ایک کلٹ مافیا کے لئے کمال تعجب اور حقائق سے منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ ایک طرف دریابادی صاحب اپنے آپ کو عامی بھی قرار دے رہے ہیں، اور دوسری طرف قادیانیوں کے لئے نماز کے لئے صفیں بھی بچھانے کی کوشش میں ہیں۔ ایک عامی ہوتے ہوئے دریابادی صاحب کو اتنی بڑی ذمہ داری اپنے سر لینے پر کس نے مجبور کیا؟ دریابادی صاحب گو کہ نامی گرامی شخصیت کے حامل تھے، لیکن ایک عامی خصلت کے باعث خصوصاً عقائد کے باب میں، قرآن و سنت کو اکابرین امت کی تشریحات کے بجائے اپنے ہی شرح صدر پر صحیح و غلط موقف رکھنے پر اپنے ہی اکابرین سے بہت بڑی حد تک اختلاف کر بیٹھے تھے، ہائے افسوس، شہید ختم نبوت امیر کارواں راقم کے استاد حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

”طائفہ ملعونہ قادیانیہ، اور اس کے سربراہ مرزا آنجہانی کے حق میں مدت سے ان کی رائے بے جا حمایت کی حد تک نرم ہے۔ اس باب میں حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت، مولانا رشید گنگوہی کا تفقہ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علم و فضل، مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص، مولانا السید محمد انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تبحر علمی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تواضع اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی معاملہ فہمی، ان کے لئے قطعاً بے سود ہیں۔ وہ ان تمام حضرات رحمۃ اللہ علیہم کو اپنے وقت کا مقتدا اور اکابر ضرور تسلیم کریں لیکن جہاں تک ان حضرات کی تحقیق، استدلال یا استنباط کا تعلق ہے، مولانا موصوف جب تک اس کو اپنی تحقیق کی کسوٹی پر پرکھ نہیں لیں گے، ہرگز تسلیم نہ کریں گے، اب اسے ان کی بلند نظری کہئے یا کمزری! ان کا اصل مرض جو ان کے تمام کمالات پر غلبہ کر گیا یہی ہے، کہ ان کے نزدیک تقلید کا لفظ بے معنیٰ ہے، ان کے ملاحظہ سے بیسیوں نصوص گزار دیجئے، پچاسوں اقوال پیش کر دیجئے، لیکن ان کو ماننے کے لئے ان کا اپنا شرح صدر ضروری ہے، کسی مسئلہ میں ان سے ایک دفعہ انکار ہو جائے تو آئندہ شرح صدر کی توقع بے کار ہو گی۔ اپنے شرح صدر کے خلاف ہمیں یاد نہیں کہ موصوف نے کبھی اپنے بڑوں کی بھی مانی ہو جن کو وہ خود بھی پیر و مرشد کے بغیر یاد کرنا سوء ادب سمجھتے ہیں، چہ جائیکہ اپنے ہم مرتبہ یا کم مرتبہ کی انہوں نے سنی ہو، اور اسے لائق توجہ قرار دیا ہو، پھر اپنے تمام اکابر کے علی الرغم مرزائیت کی مفت جلوہ گر بے جا حمایت میں وقتاً فوقتاً ان کے قلم سے صدق جدید کے صفحات پر جو نکات جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں ان کو پڑھ کر مشکل ہی سے

www.khatmenbuwwat.org

آدمی اپنی ہنسی ضبط کر سکتا، موصوف کو اس طائفہ کی حمایت اور نصرت میں قریب قریب وہی شرح صدر ہے جو اس ملعون قادیانی کے رد میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو تھا، مولانا موصوف جب مرزائیت کی نصرت میں قلم اٹھاتے ہیں تو ان کا جوش، ان کی نکتہ آفرینی اور طرز استدلال دیدی بادیدہ کا مصداق ہوتا ہے، لطف یہ کہ بالکل فرضیہ اور وہمی مقدمات ملا کر نتیجہ نکالتے ہیں وہ ان کے نزدیک سو فصید قطعی اور واقعی ہوتا ہے، اور نظر ثانی کی گنجائش مولانا کے خیال میں نہیں ہوتی"۔

آج بھی اگر کوئی نادان مرزا قادیانی کی تکفیر کے باب میں دریابادی صاحب کے نرم و نازک قلم اور ان کے شرح صدر کو حجت بنائے تو ہمیں ہرگز تسلیم نہ ہو گا ذرا ہمیں کوئی سمجھائے تو سہی تاریخ ختم نبوت میں کسی نے بھی قادیانیت کی تکفیر میں نرمی کو روا رکھا ہو؟

مرزا قادیانی پر ترس کھانے کے بجائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر ترس کھاتے

دریابادی صاحب کے اور بھی کئی ایسے مجہولات ہیں جیسے پڑھ کر متحیر متردد ہو جاتا آدمی، اور کئی ایسی تحریر پیش کی جاسکتی ہیں جو اُصول تکفیر کے باب اور عقائد میں ان کا موقف واضح اور صاف پہلو نظر نہیں آتا، صاحبِ قلم کا بس نہیں چلا ورنہ اسلام اور کفر کے درمیان کی لکیر ہی کو ختم فرما دیتے۔ بعض نادان دوستوں کا خیال ہے کہ دریابادی صاحب قادیانی ربوی گروپ کو مسلمان گردانتے رہے بس۔ ایسا نہیں بلکہ اکابرین کے ٹوکنے کے باوجود بھی ربوی قادیانی اور لاہوری گرپوں کو کبھی بھی غیر مسلم تسلیم نہیں کیا۔ دریابادی صاحب سورہ احزاب کی آیت 40 کے تحت جو ارشاد فرماتے ہیں، وہ قارئین کے لئے قابلِ غور طلب ہے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ ختم نبوت کا دعویٰ بھی اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے، پیمبر ہادیان مذہب قرآن سے قبل بیشار آچکے ہیں، کتابیں نازل ہو چکی تھیں، مگر یہ دعویٰ کسی نے بھی نہیں کیا تھا کہ میں آخری پیمبر ہوں میرے بعد اب کوئی پیمبر نہ آئے گا۔"

اس دعوے بولتی ہوئی سچائی دیکھئے اس تیرہ سو چودہ سو برس کی مدت میں کوئی سنجیدگی کے ساتھ دعویدار نبوت ہی نہیں ہوا۔ دریابادی صاحب کی نظر میں ساری تاریخ میں صرف دو شخصوں کا نام لیا جا سکتا

ہے، ایک بہاء اللہ اور دوسرا مرزا قادیانی۔ ان میں مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو کھلم کھلا محمدی اور متبع کامل دین احمدی کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نبوت تو ان کے زعم واصطلاح میں تمام تر اتباع رسول ہی ہے۔ رہا بہائی مذہب تو وہ بھی بڑی حد تک دین محمدی کی تحریف شدہ شکل کا نام ہے۔ دریابادی صاحب رقم طراز ہیں:۔

”دعویٰ نبوت! متعارف اور متعارف اور مصطلح معنیٰ میں ہرگز یقین نہیں آتا کہ اسے کوئی معمولی عقل وعلم کا شخص بھی زبان پر لا سکتا ہے چہ جائیکہ مرزا صاحب سا فہم وذی ہوش۔ سوا اس صورت کے کہ اس نے نبوت ہی کے کوئی مخصوص معنیٰ متعارف ومتبادر مفہوم سے الگ اپنے ذہن میں رکھ لئے ہوں، اور جس طرح فارسی، اور اردو کے بیشمار شاعروں نے شراب، کفر، اسلام، صنم، بت وغیرہ کی مخصوص اصطلاحیں ان کے لغوی اور شرعی دونوں مفہوموں سے بلکل الگ گھڑلی ہیں اس نے نبوت کا استعمال کسی خانہ ساز اصطلاحی معنیٰ میں شروع کر دیا ہو، اور جب ایسا ہے تو انسان جس طرح ان بے شمار شاعروں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے بس پاتا ہے ایک نبی کے مقابلہ میں اور سہی“۔

دریابادی صاحب کی عجیب اور خلافِ واقعہ طرز تحریر ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اس تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

” مولانا نے دانستہ یانادانستہ اس چند سطری فقرہ میں کتنے مقدمات بلا دلیل، خلاف واقعہ اور محض فرضی اور وہمی بطور اصول موضوعہ ذکر کر ڈالے، پہلی دفعہ مولانا کی تحریر پڑھ کر یہ جدید انکشاف ہوا کہ مرزا قادیانی کے ثناء خوانوں اور اس کو فہیم اور ذی ہوش قرار دینے والوں میں مولانا دریابادی جیسے فہیم اور ذی علم لوگ بھی شامل ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ مولانا کے ذہن میں فہیم اور ذی ہوش کا مفہوم کیا ہے؟ اور کن بنیادوں پر مرزا قادیانی کو فہیم اور ذی ہوش لکھ ڈالنے پر اپنے آپ کو بے بس پاتے ہیں؟ دریابادی صاحب چند آزاد ذہنوں سے مرعوب ہو کر اسے فہیم اور ذی ہوش لکھ ڈالا۔ جس شخص نے صلحاء امت کی تکفیر کی ہو ان کو سب وشتم کا نشانہ بنایا ہو ان پر لعنت وملامت کا ایک طومار کھڑا کر دیا ہو، ذرا نہیں سوچا کہ اس کی زد میں کون کون آ جائیں گا؟ ان کا یہ فقرہ کتنے اہلِ علم کے خلاف چیلنج ہے، دریابادی صاحب کے دربار سے فہم اور ہوشمندی کا تمغہ حاصل کرنے والا، اور ان کے شیخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو مرزا قادیانی شیطان اور ملعون قرار دیتا ہے، اور دریابادی صاحب یہ بھی جانتے ہیں اکابرین اُمت کی پوستین دری، اور خون آشامی میں کوئی تکلف محسوس نہیں کیا، اور ان کے سب وشتم کے موضوع پر مستقل تصانیف چھوڑیں۔ اور اس نے پوری امت کو حرام زادہ کہا، مولانا سے خدا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ، کب تک مرزا قادیانی کو سینے پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل کے ساتھ سراہتے جائیں گے۔ جب بھی دریابادی صاحب

www.khatmenubuwwat.org

کا فقرہ تصور میں آتا ہے تو دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ دریابادی صاحب کے قلم سے مدح سرائی کی جاتی ہے جس نے پوری امت پر سنگ باری کی، کاش مولانا کا شرح صدر مرزا قادیانی پر ترس کھانے کے بجائے ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر ترس کھاتا"۔

دریابادی صاحب کی اُصولِ تکفیر کے باب میں اکابرین، امت میں سے کسی نے بھی انکی تائید نہیں کی

دریابادی صاحب کے اصول تکفیر کے باب میں کمزور موقف کی اکابرین امت میں سے کسی نے بھی تائید نہیں کی، بلکہ کئی اکابرین کی تنبیہ کے باوجود انہیں بات سمجھ نہ لگی، تاحال ہمارے بعض دوست ابھی بھی دریابادی صاحب سے متعلق خوش فہمی میں مبتلاء اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں ہیں۔ حال ہی میں راقم دریابادی صاحب سے متعلق ایک کتاب زیر مطالعہ ہے جس کی چند سطریں مزید اتمام حجت کے لئے قارئین کے لئے پیش خدمت ہیں، دریابادی صاحب نے تمام عمر کسی شخص کی تکفیر نہ کی گمراہ فرقوں کے اقوال کی کمزور سے کمزور تاویل کی بناپر ان کو خارج ازاسلام نہیں قرار دیتے تھے، چنانچہ قادیانیوں اور خاص کر لاہوری احمدیہ جماعت کے ساتھ ان کا رویہ آخر کے تین چار سال کو چھوڑ کر رواداری ہمدردی کا رہا، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے ان کے دور الحاد میں محمد علی لاہوری قادیانی کی انگریزی تفسیر قرآن انہیں اسلام کی طرف لانے میں معین ہوئی ہے، اس کے علاوہ احمدی جماعت کی تبلیغی کوششوں اور قوتِ عمل کی داد دیتے تھے، ان کا کہنا تھا انکی گمراہی کے باوجود ان کی خدمات کا اعتراف ضروری ہے، کیونکہ یہ حق و انصاف کا تقاضا ہے، یہی موقف ان کا مسلمانوں کے دیگر گمراہ فرقوں کے بارے میں تھا ان کے نزدیک کسی کلمہ گو کی تکفیر حق بجانب نہیں 1953 جب پاکستان میں زبردست تحریک چلی تو انہوں نے جمہور اہل پاکستان کے جذبات کی تعبیر تنگ نظری سے کی، اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلہ کی تائید نہیں کی، البتہ انتقال سے تین چار سال قبل انہوں نے دونوں قادیانی جماعتوں کے بارے میں اپنے موقف میں تبدیلی کی جس کی شہادت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس

طرح پیش کی کہ:۔

”مولانا دریابادی صاحب اپنی اجتہادی غلطی یا کسی غلط فہمی کی بناپر قادیانیوں کی لاہوری جماعت کو زیادہ گمراہ نہیں سمجھتے تھے، مگر بعد میں ان کی رائے بدل گئی تھی، اور قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کو گمراہ سمجھنے لگے تھے۔“

(اس تحریر میں دو باتیں محل نظر ہیں پہلی قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کو گمراہ سمجھتے تھے) پوری ملت اسلامیہ نے قادیانیوں کے گمراہ نہیں بلکہ کافر ہونے کا واضح موقف امت کے سامنے پیش کیا، اور دریابادی صاحب صرف گمراہ سمجھو بس کافر نہ کہو۔ دوسری بات کہ مصنف نے دریابادی صاحب کے سلسلے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت نے تبدیلی رائے کا عجیب انکشاف کیا، راقم کو اس انکشاف پر بڑی ہی حیرت ہے؟ راقم کو جناب قدوائی صاحب کے ناقابلِ یقین انکشاف کے برعکس دریابادی صاحب کی وفات پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیتی تحریری شہادت پرانے چراغ میں جو موجود ہے وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ایک مرتبہ ایک نامور معاصر کے مسئلہ میں جن پر مولانا کا قلم کئی سخت تنقید کر چکا تھا، اپنے موقف کو نرم کرنے اور ایک بار قادیانیت اور قادیانیوں کے بارے میں اپنے نرم اور روادارانہ موقف پر نظر ثانی کا مشورہ دینے کی جسارت کی اور اس سلسلہ میں کچھ خط وکتابت ہوئی، مولانا نے اس سے اتفاق نہیں کیا، اور یہ بات ہم سب نیاز مندوں کو معلوم تھی کہ مولانا جب کوئی رائے قائم کر لیتے ہیں، تو اس کو آسانی سے ترک نہیں فرماتے، اور اکثر اوقات مداخلت یا مشورہ اس میں اور پختگی یا شدت پیدا کر دیتا۔ اکابرین اُمت نے ہمیشہ ریکارڈ صاف رکھا افسوس ہے کہ قدوائی صاحب اس ریکارڈ کو داغ دار بنانے کی کیوں کوشش کر رہے ہیں، اور دوسری طرف مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے امین و مستند مؤرخ کا کردار پیش کیا۔ دریابادی صاحب عمر بھر اکابرین کی انگلیاں تھامے بغیر چلنے کے ہی عادی رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج قادیانیوں کی ویب سائٹ پر موجود ایک کتاب میں دریابادی صاحب کو خداترس اور متدین عالم دین اور قادیانیوں کو دائرہ اسلام میں سمجھنے والا شخص جیسے القاب سے بھی نوازا گیا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے تعزیتی تحریر سے معمولی عقل رکھنے والا بڑی آسانی سے نتیجہ نکال سکتا ہے، کہ دریابادی صاحب وفات تک اپنی بات پر ہی ڈٹے رہے، ربوی قادیانی ہی نہیں بلکہ لاہوری قادیانیوں کو بھی مسلمان ہی

www.khatmenbuwwat.org

گردانتے رہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ لاہوری قادیانیوں کا مرزا قادیانی کی مجددیت ،امامت اور، موعود مسیحیت ونبوت کی طرف مسلمانوں کو بلانا اس شخص کے نام کے ساتھ حضور لکھنا اس کی حق شناسی اور صداقت و تقویٰ کے قصیدے پڑھنا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بنیادی مقصد کے اعتبار سے یہ دونوں جماعتیں ایک جیسی ہیں۔یعنی ایک ہی شخصیت اور ذات دونوں جماعتوں کی عقیدت ومحبت کا مرکز ہے اور اسی شخصیت یعنی مرزا قادیانی کو آیت حق مان کر اسی محور کے ارد گردان کی جدوجہد اور تبلیغ و تعلیم کی تمام تر کوششیں جاری رہتی ہیں،اس صورت میں اکابرین امت کے نزدیک لاہوری قادیانی اور ربوی قادیانی کے کفر وضلالت میں کوئی فرق نہیں۔دریابادی صاحب نے اس بابت ایک اور خط حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بھیجا تھا قارئین کے لئے خط پیش خدمت ہے۔

دریابادی صاحب لکھتے ہیں:۔

”ایک تراشہ پیغام صلح کا ملفوف ہے۔یہ لاہوری قادیانی جماعت کا پرچہ ہے یہ لوگ ٹھیٹھ قادیانیوں کے مقابلہ بہت غنیمت ہیں“

اس استفسار کے جواب میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

”میں اس میں موافقت کرنے سے اس لئے معذور ہوں کہ ان کے ضرر کو معتقدین نبوت مرزا کے ضرر سے اشد سمجھتا ہوں کیونکہ وہ لوگ جب بھی کہتے ہیں ،سب کو نفرت ہو جاتی ہے،اور محفوظ رہتے ہیں اور یہ لوگ جب نبوت کی نفی اورولایت کا اثبات کرتے ہیں تو نفرت نہیں اور اشتیاق ہوتا ہے اس کی کتابیں دیکھنے کا۔۔۔اور پھر دیکھ کر گمراہ ہوجاتے ہیں راقم ایسی شہاتوں کے کئی اور خزانے پیش کرنا چاہتا ہے مگر مضمون کے طوالت کے باعث چند شہادتوں پر اکتفاء کرنا مناسب جانا، آجکل کے حالات میں یہ بات ضرور سمجھنے کی ہے کہ اگر کسی کافر کے کافر ہونے کا حکم نہ کیا جائے،تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ دنیا میں ہم اسلام اور کفر کے حدود کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں، آج قادیانی اسی کوشش میں لگا ہوا ہے۔کوئی بھی عقلمند و صحیح علم رکھنے والا شخص اس کو روا اور جائز نہیں جانے گا کہ مسلمان اور کافروں کے احکام کو معطل کردے اور کافروں پر مسلمان کے یا مسلمان پر کافروں کے احکام جاری کرے۔“

www.khatmenbuwwat.org

اکابرین امت نے کبھی بھی ایمان کے معاملہ میں لچک و نرم گوشہ سے کام نہیں لیا، انکی شان تو یہ تھی حق بات کو کبھی بھی ملفوف لفظوں سے نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ دینی تقاضوں کا لحاظ رکھ کر بیان کر دیتے تھے، راقم کو خوب اندازہ ہے، کہ بعض قارئین کو ان تمام تر تفصیلات کی آگاہی کے بعد دل میں قلق و تکلیف ضرور ہو گی، راقم نے دریابادی صاحب سے متعلق متعدد بار سوال نامے کی وصولی کے بعد ہی یہ تمام تر شواہد قارئین کے سامنے رکھنے کی جسارت کی، تا کہ وہ خود ہی فیصلہ کر سکیں، اور کل کوئی قادیانی، غامدی یہ نہ کہہ دے کہ اکابرین امت نے تساہل و تسامح سے کام لیا۔ یہ بات ایک بار پھر یاد رکھیں کہ دریابادی صاحب سے اکابرین امت میں سے کسی نے بھی اتفاق نہیں کیا۔ سچ بات تو یہ کہ دریابادی صاحب لاہوری پارٹی کے سربراہ محمدی علی لاہوری سے متاثر رہے ہیں، اس سلسلے میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ مولانا محمد میاں صدیقی صاحب اپنے والد گرامی کی رد قادیانیت پر گرانقدر خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، قادیانیوں کے بارے میں پاکستان میں تحریک زور پر تھی، بھارت سے مولانا دریابادی نے ایک مضمون شائع کیا، جس میں لاہوری قادیانیوں کی حمایت کی گئی اور ان کو دائرہ کفر سے نکالنے کیلئے خاصے ہاتھ پاؤں مارے، والد صاحب نے وہ مضمون پڑھا اور یہ لحاظ کئے بغیر کہ دریابادی صاحب کو مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت ہے۔ ان کے خلاف ایک بیان لکھا، جس کا مضمون مدلل اور الفاظ سخت تھے۔ یہ جوابی مضمون جامعہ اشرفیہ لاہور کے ماہنامہ رسالے انوار العلوم میں چھاپا گیا۔ حضرت کی دینی امور میں سختی کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ مولانا عبد الباری ندوی نے ایک مکتوب میں والد صاحب کو مولانا عبد الماجد دریابادی کے خلاف سخت عنوان اختیار کرنے کی شکایت کی جس کی والد صاحب نے کوئی پرواہ نہ کی۔ حمایت کے پہلو پر والد صاحب کو خود مولانا ندوی سے اس قدر انقباض اور تکدر ہوا کہ اس کے بعد جب وہ لاہور تشریف لائے اور حضرت محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں یا کسی تقریب میں والد صاحب کی موجودگی میں مولانا ندوی ملاقات کے لئے قدیم رفاقت کے انداز میں مصافحہ کے لئے بڑھے تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے الحب للہ والبغض للہ کا رنگ غیر

اختیاری طور پر ظاہر ہوا اور اعراض فرمالیا۔ اب قارئین کے لئے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ماہنامہ رسالہ انوار العلوم میں شائع ہونے والا مضمون پیش خدمت ہے ۔

عبد الماجد دریابادی اور مسیلمہ پنجاب کی حمایت

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

عرصہ سے عبد الماجد دریابادی ایڈیٹر الصدق جدید کے مضامین مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کی حمایت میں شائع ہو رہے ہیں، چونکہ عبد الماجد دریابادی صاحب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی نسبت بیان کرتے ہیں اس سلسلے میں لوگ دریافت کرتے ہیں کہ حضرت حکیم الامت کی نسبت کے ساتھ یہ مرزائیت کی حمایت کیسی۔ اس لئے چند مختصر کلمات احباب کی تشفی کے لئے لکھ رہا ہوں وباللہ التوفیق!

مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب کے کفر میں ذرہ برابر فرق نہیں، بلکہ مسیلمہ کذاب کا تو لفظ ایک ہی کفر دعوائے نبوت نے ثابت ہے اور مسیلمہ پنجاب کے کفریات کی تو شمار ہی نہیں۔ اس لئے کہ مسیلمہ پنجاب کفر میں یمامہ کے مسیلمہ کذاب کے کفریات سے بہت آگے ہے۔ لہٰذا جس طرح مسیلمہ کذاب کے کفر میں شک وتردد کفر ہے اسی طرح مسیلمہ پنجاب کے کفر میں بھی شک اور تردد کرنا صریح کفر ہے۔ امت محمدیہ کے چودہ قرن کے علماء اور سلف صالحین کا یہی اجماعی عقیدہ ہے جو عہد صحابہ سے لے کر ہم تک بطریق تواتر پہنچا ہے جو شخص اجماعِ صحابہ وتابعین پر نظر ثانی کا تصور بھی کرے یہی اس کے گمراہ اور بے دین ہونے کی دلیل قطعی ہے۔ رہا دریابادی صاحب کا مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا تعلق ظاہر کرنا یہ سب فریب اور مغالطہ ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے علاقہ اسی وقت تک رہ سکتا ہے، کہ جب عقائد اسلام اور عقائد اہل سنت پر قائم ہو اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر قائم ہوں، اور جب اسلام کے اجماعی عقیدہ ہی سے انحراف ہو جائے تو مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خود بخود منقطع ہو جاتا ہے۔ بزرگان دین سے تعلق دین کے تعلق پر موقوف ہے۔ جب دین ہی سے تعلق نہ رہا تو بزرگان دین سے کہاں تعلق رہ سکتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں مرزا قادیانی کی صریح تکفیر موجود ہے، اور

www.khatmenubuwwat.org

مرزا قادیانی کے کفر کے فتوؤں پر مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی دستخط ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں دریابادی صاحب کا مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا علاقہ رہ سکتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے متبع کافر ہیں اور دریابادی صاحب کے نزدیک مرزا قادیانی کافر نہیں کا مسلک مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے صریح منافی اور متناقض ہے۔ یہ دو متناقض مسلک ذات واحدہ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اجتماع نقیضین باجماع عقلاء محال ہے ۔

مسلمانوں کو نصیحت

اے میرے عزیزوں اپنے ایمان کی حفاظت کرو خاتم الانبیا محمد صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوڑو اور اجماعی عقیدہ صحابہ و تابعین سے لے کر اس وقت تک تم کو بطریق تواتر پہنچا ہے۔ اس کو حرز جان بنا کر رکھو اور اخباری مضمون نگاروں پر اپنے دین اور ایمان کو قربان نہ کرو۔

خلاصہ کلام:

یہ مدعی نبوت کا کفر امت محمدیہ کے نزدیک ایک اجماعی عقیدہ ہے، اس کے خلاف کسی بھی ایڈیٹر اور مضمون نگار کا کوئی حرف حذیان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ دریابادی صاحب کو بھی معلوم ہے کہ اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے مسیلمہ پنجاب کی حمایت میں اجماع امت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے تحقیر آمیز الفاظ لکھتے ہیں:

”جن معاصر علماء نے کفر وغرہ کے فتوے صادر کئے وہ ضرور ماجور ہوں گے اور انکو یہی کرنا چاہیے تھا، لیکن بہر حال غیر معصومین کے اقول و تحقیقات پر نظر ثانی کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے خصوصاً بدلتے ہوئے حالات ہیں“۔

دریابادی صاحب کی اس عبارت سے ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتوی آپ کے نزدیک فقط آپ کے معاصر علماء نے دیا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے یہ فتویٰ نہیں دیا جو صریح غلط ہے۔ صحابہ و تابعین کے وقت سے لے کر اس وقت تک تمام مشرق و مغرب کے علماء کا یہی فتویٰ رہا ہے کہ مدعی نبوت اور و متبع کافر ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

دوم: یہ معلوم ہوا کہ دریابادی صاحب اپنے کو علماء عصر کا معاصر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ دریابادی صاحب تو عالم ہی نہیں۔ البتہ ایڈیڑوں اور اخبار نویسوں کے معاصر ہیں۔ سوم اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اجماع امت ایک امر ظنی ہے۔ کیونکہ وہ غیر معصوموں کے اقوال و تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ نظر ثانی کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ جاننا چاہئے کہ صحابہ اکرام رضیٰ اللہ عنہم اور تابعین اور علماء امت اگر چہ فرداً فرداً غیر معصوم ہیں۔ مگر ان کا اجماع معصوم عن الخطاء ہے اور شریعت میں حجت اور تابعین کے اجماع کے بعد کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی خلاف کرنے کا حق باقی نہیں رہتا، اور نہ آج تک کسی امام اور مجتہد نے اجماع صحابہ کے خلاف کیا ہو۔ حضرات فقہاء و محدثین کا یہ معمول ہے جب کوئی حدیث اجماع صحابہ کے خلاف دیکھتے ہیں، تو اس کو منسوخ العمل سمجھتے ہیں۔ علماء امت کی نظر میں اجماع صحابہ دلیل نسخ ہے۔ یعنی علامت نسخ ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ تمام صحابہ اکرم رضیٰ اللہعنہم کسی حدیث کے خلاف متفق ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ رضیٰ اللہ عنہم کے علم میں ضرور کوئی دوسری حدیث اس حدیث کی ناسخ ہو گی۔ دریابادی صاحب کی عبارت سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ جس طرح میں غیر معصوم ہوں اسی طرح دیگر علماء امت بھی غیر معصوم ہیں۔ ایک غیر معصوم دوسرے غیر معصوم کی تحقیق پر نظر ثانی کر سکتا ہے۔ والد صاحب کے اس جوابی مضمون پر بعض حضرات نے خاصاناک منہ چڑھایا۔ بھارت سے مولانا عبد الباری ندوی صاحب کا خط آیا۔ مولانا عبد الباری والد صاحب کے زمانہ حیدر آباد دکن کے رفقاء میں سے تھے۔ انہوں نے اس بات کی خاص طور پر شکایت کی کہ آپ نے دریابادی صاحب کی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کا بھی خیال نہیں کیا۔ مضمون و معنوں کے علاوہ عنوان بھی بہت تلخ اختیار کیا، مگر والد صاحب کے ہاں ذاتی تعلقات اور مصلحت اندیشی دینی تقاضوں کے مقابل کوئی معنی نہیں رکھتے تھے۔

آخر غلط بات سے رجوع کر لینے میں عار کیا ہے

دریابادی صاحب تمام اکابرین اور اجماع امت کے موقف سے انحراف کئے بیٹھے رہے، کسی کی بات پلے ہی نہ پڑی، جبکہ ان کے پیشوا امام المتقین سید الطائفہ قطب العالم حضرت حاجی امداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ قادیانی فتنہ کا ادراک سب سے پہلے فرمالتے ہوں، اور منکرین ختم نبوت کے خلاف کفر کا فتویٰ سے پہلے حضرت

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند نے تحذیر الناس میں بھی دے دیا ہو، قادیانی فتنہ نے حضرت انوار شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو کس قدر بے قرار رکھا ہو اس کے باوجود دریابادی صاحب مصر رہے کہ ان کو کافر نہ کہوں۔ دریابادی صاحب کی زندگی میں شہید ختم نبوت حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب کے صدق جدید کے اس شذرہ پر پڑی جس میں دریابادی صاحب نے قادیانیوں کی حمایت کی تھی، اس پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اُٹھے اور فوری طور پر سب سے پہلا مضمون مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب کے رد میں لکھا جو کہ نہایت آب تاب کے ساتھ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جنوری 1964ء کو شائع ہوا، اس مضمون کا شائع ہونا تھا، کہ تردید قادیانیت کے لئے آپ کو زندگی وقف کرنے کا پیغام اور حکم نامہ حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ملا۔ شہید ختم نبوت راقم کے مربی شفیق واستاد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت اور بانی و مہتمم جامعۃ العلوم السلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی دریافت ہیں۔ علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مردمشناسی کا خاص ذوق عطاء فرمایا تھا دریابادی صاحب سے متعلق پہلے تاریخی مضمون کے منظرِ عام پر آنے کے بعد حضرت استاد جی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر چھپے ہوئے جوہر کا اندازہ فرمالیا تھا، انہیں پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبے ماموں کانجن سے جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں بلایا تھا اور تدریس کی خدمت لینے کے ساتھ ساتھ انہیں ماہنامہ بینات کی ادارات بھی تفویض فرمادی تھی۔ حقیقت یہ کہ دریابادی صاحب کے رد میں لکھے گئے مضمون کی روانی ہی نے حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو متاثر کیا۔ راقم کے نزدیک رد دریابادی صاحب کے لئے استعمال ہونے والا قلم وہ تاریخی قلم تھا جو کہ شانِ رسالت پر قربان ہونے تک وقف رہا۔ حضرت استاد جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے لطیف قلم سے دریابادی صاحب کا رد کرتے یوں فرماتے ہیں کہ ”مولانا دریابادی کا یہ دعویٰ سراسر خلاف واقعہ ہے، اور ایک شخص کی حمایت میں نادانستہ بہت سے صلحاء سے عناد اور ضد کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ دریابادی صاحب کے نزدیک صریح دعویٰ نبوت کے باوجود نہ مرزا قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، نہ ان کی جماعت کو سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے، نہ نجات سے محرومی کا سوال ہے اور نہ ان سے تعرض کرنا جائز ہے۔ افسوس یہ کہ دریابادی صاحب کا موقف مرزا قادیانی کے متناقض دعوٰے سے بھی زیادہ

www.khatmenubuwwat.org

خمیدہ ہے ،اور انصاف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ترجمانی سے موصوف کا یہ موقف بری طرح ناکام ہے،بلکہ توجیھا لقول بمالا یرضیٰ بہ قائلہ کا صحیح مصداق ہے۔اب تک ان کے نزدیک محلِ بحثیہ امر تھا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت قوائد شرعیہ کے اعتبار سے جائز ہے یا ناجائز، لیکن دریابادی صاحب کی اس بلایقین اور مجمل تشریح نے نیا فتنہ کھڑا کر دیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت معنی متعارف و مصطلح فی الشرح کے اعتبار سے تھا، یا کسی خانہ ساز مفہوم کے اعتبار سے تھا۔ دریابادی صاحب کو پُر خلوص مشورہ دیتے ہیں، کہ علماء اکرام زبان و قلم کو روک کر بے بس ہو جائیں ۔مرزا قادیانی اور ان کی ذریت پر گرفت نہ کریں، ان کے دجل و تلبیس سے نقاب کشائی نہ کریں، بلکہ مولانا دریابادی صاحب کی طرح اس کے دعویٰ نبوت میں بے جا تاویل کر کے دائرہ اسلام میں ان کے لئے گنجائش پیدا کریں، اور اسے بصد شوق نبی کہلانے دیں۔ جس کو وہ علمائے امت کے سر منڈھنا چاہتے ہیں، تو بصد معذرت !ان کا یہ مشورہ ناعاقبت اندیشانہ اور ناقابلِ قبول ہے۔ یہ حضرات آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا مشورہ بسر و چشم اور بجان و دل قبول کر چکے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: " یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاهلین ." رواہ البیھقی۔

بہتر ہو گا کہ مولانا دریابادی صاحب بھی آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا مشورہ قبول کر لیں۔، مرزا قادیانی جیسے غالی، باطل پرست اور نادان کی تحریف و تاویل کو صحیح قرار دینے کی بجائے اس کی نفی اور ابطال کے لئے قلم اٹھائیں ،اور اگر انہیں اس سے عذر ہے تو ان کا احسان ہو گا کہ دوسروں کو بے بس سہی کے مشورہ سے معذور رکھیں۔ راقم نے قارئین کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں چالیس صفحات پر مشتمل دو قسطوں میں شائع ہونے والی ایک نایاب تحریر کے چند اہم اقتباسات پیش خدمت کئے ہیں۔ تفصیلی مضمون کے مطالعہ کے لئے تحفہ قادیانیت قدیم جلد چہارم کی طرف رجوع فرمائیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

www.khatmenubuwwat.org

" مولانا دریابادی صاحب نے خواہ مخواہ پہلے یہ نظریہ گھڑ لیا کہ دعویٰ نبوت کسی صاحب عقل و علم شخص کی طرف سے کیا نہیں جا سکتا لیکن ان کا یہ مفروضہ جب واقعات پر منطبق نہیں ہوتا تو تمام متنبیان کذاب کی جانب سے مولانا تاویل کر کے اپنے مفروضہ کو صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دریابادی صاحب مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے مفہوم کو پانے سے قاصر ہیں، ظلی بروزی اور اتباع وغیرہ کے ابلہ فریب اور تلبیسانہ الفاظ سے مرزا قادیانی نے جو تاریکی قصداً پھیلادی ہے مولانا موصوف کمال سادگی سے اس تاریکی میں سرگرداں ہیں دریابادی صاحب نہیں جانتے کہ یہ الفاظ قند شریں میں زہر ہلاہل لپیٹ کر دینے کی مکروہ کوشش ہے ورنہ مرزا قادیانی حقیقی معنی ہی میں نبوت کا دعویٰ رکھتے ہیں، (ملاحظہ ہوں مولانا کے حواشی تفسیر یہ متعلقہ آیات و خاتم النبیین۔ کاش مولانا اس مشکل کام کے بجائے غلط نظریہ ہی قائم نہ فرماتے۔ یا اگر ان سے غلطی ہو گئی تھی تو رجوع فرما لیتے۔ آخر غلط بات سے رجوع کر لینے میں عار کیا ہے ؟ غلطی پر متنبہ ہو جانا، اور اس سے رجوع کر لینا عیب نہیں بلکہ کمال ہے۔"

دریابادی صاحب پر رد ان کی وفات سے قبل ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جنوری 1964ء کو شائع ہوا، اکابرین اُمت کی تحریروں کے مطابق اپنی پوری زندگی میں مرازا قادیانی اور اس کے متبع کو مسلمان ہی سمجھتے رہے 1977 میں دریابادی صاحب کی وفات ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دریابادی صاحب کے بابت مضمون 1964 میں شائع ہونے کے بعد 13 سال کے عرصہ تک دریابادی صاحب بقید حیات رہے، اس 13 سال کے عرصہ میں ان کا یہ سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کو کافر نہیں کہا، اس سلسلے میں راقم نے سطور بالا میں دریابادی صاحب کی وفات پر حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم، حضرت علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیتی تحریریں بھی دریابادی صاحب کی حیات میں رجوع نہ کرنے پر پیش کی تھی جو کہ راقم کی طرف سے اتمام حجت ہیں۔

خاک پائے اکابرین ختم نبوت

سہیل باوا، لندن

عبدالماجد دریابادی صاحب پر تکفیر کے معاملے میں جرح

ختم نبوۃ اکیڈمی لندن

PUBLISHED BY:

KHATM-E-NUBUWWAT ACADEMY

387 Katherine Road, Forest Gate, London E7 8LT United Kingdom.
Phone: 020 8471 4434 | **Cell:** 0788 905 4549, 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwat@hotmail.com | **Website:** www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

Design by: brandswitch | +92-321-8952785